پتوجڑی کی خرید وفروخت کا حکم

ریفرنس نمبر:Lar10283 تاریخ:26-12-2020

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ گائے کے پیٹ میں دو قسم کی اوجھڑی ہوتی ہے۔ایک بڑی اور ایک اس کے ساتھ بٹوے (پرس) کی شکل میں چھوٹی ہوتی ہے۔اس میں بھی پیٹ کی طرح گوبر اور غلاظت بھری ہوتی ہے، اس کو پتوجڑی کا نام دیا جاتا ہے۔اس کو اکثر لوگ اب بیچتے ہیں، جو بیرون ملک ایکسپورٹ ہوتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان سے کاسمیٹک کا سامان بنتا ہے۔ اللہ بہتر جانے اس کا کیا ہوتا ہے، لیکن آنکھوں دیکھا حال ہے کہ اس کی مالیت کافی ہے، یعنی ایک پتوجڑی کی قیمت فی الوقت 1500 روپے تک بھی گئی ہے۔اس پتوجڑی میں بڑے پیٹ کی بنسبت زیادہ نجاست پائی جاتی ہے، اس کا صاف کرنا بھی انتہائی مشکل امر ہے۔عرض یہ ہے کہ ایک مسلمان کے لیے اس کی خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟ نیز اس کی رقم کسی دینی کام میں خرچ کرنا یا کسی غریب کو دے دینا کیسا ہے؟

یاد رہے کہ ہمارے ہاں اکثر لوگ بیرون ممالک ایکسپورٹ کرنے کے لیے خریدتے ہیں، کھانے کے لیے بہت کم لوگ خریدتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پتوجڑی کھانا، ناجائز وگناہ ہے، اگرچہ ذبح شرعی کے ساتھ ذبح کیے ہوئے جانور کی ہو اور جب اسے کھانا ناجائز ہے، تو ایسے کے ہاتھ بیچنا بھی جائز نہیں جو کھانے کے لیے خرید رہا ہے کہ یہ گناہ پر معاونت کرنا ہے، البتہ اگر پتوجڑی ذبح کیے ہوئے جانور کی ہو اور خریدنے والے کے متعلق معلوم ہو کہ کھانے کے لیے نہیں خریدتا (یعنی بیرونی استعمال کے لیے خریدتا ہو یا بیرونی استعمال کی چیزوں جیسا کہ کاسمیٹک کے سامان میں استعمال کے لیے یا آگے بیچنے کے لیے وغیرہ) تو اُسے بیچنا جائز ہے، کیونکہ ذبح کیے ہوئے جانور کی پتوجڑی پاک ہے، اس کا بیرونی استعمال جائز ہے، اگرچہ اِسے کھانا حرام ہے اور بیچنے سے حاصل ہونے والی رقم کسی دینی کام میں خرچ کرنا یا کسی غریب کو دے دینا بھی جائز ہے کہ اس میں خباثت وکراہت آنے کی کوئی وجہ نہیں۔

نوٹ: پتوجڑی اگر قربانی کے جانور کی ہو اور قربانی کرنے والا اپنے لیے بیچ رہا ہے، تو اوپر جو جواز والی صورت بیان ہوئی اس میں بھی یہ جائز نہیں ہے کہ یہ تمول ہے اور قربانی سے تمول (یعنی اپنے خرچ کے لیے روپے یا کسی ایسی چیز سے بدلنا جو خرچ

ہو جاتی ہے) جائز نہیں ہے۔

فتاوی رضویہ میں سیدی اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اب فقیر متوکلا علی اللہ تعالی کوئی محل شک نہیں جانتا کہ ڈُبر یعنی پاخانے کا مقام، کرش یعنی او جھڑی، امعاء یعنی آنتیں بھی اس حکم کراہت میں داخل ہیں، بیشک ڈُبر فرج وذکر سے اور کرش وامعاء مثانہ سے اگر خباثت میں زائد نہیں تو کسی طرح کم بھی نہیں۔ فرج وذکر اگر گزر گاہ بول ومنی ہیں، ڈُبر گزر گاہ سرگین ہے، مثانہ اگر معدن بول ہے، شکنبہ وروده مخزن فرث ہے، اب چاہے اسے دلالۃ النص سمجھئے، خواہ اجرائے علت منصوصہ، الحمد للہ بعد اس کے فقیر نے ینابیع سے تصریح پائی کہ امام رضی اللہ تعالی عنہ نے دبر کی کراہت پر تنصیص فرمائی۔''
(فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ238، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید فتاوی رضویہ میں ہے : ''مذبوح جانور ماکول اللحم کا پھکنا بالاتفاق اپنی ذات میں تو کوئی نجاست نہیں رکھتا، فی الدر المختار کل اھاب ومثلہ المثانۃ والکرش دبغ طھر وفی التنویر وماطھر بہ طھربذکاۃ۔ درمختار میں ہے ہر چمڑہ اور ایسے ہی مثانہ اور گردے جب دباغت کر لیے جائیں تو پاک ہو جاتے ہیں اور تنویر میں ہے جو اس طرح پاک ہو جاتے وہ ذبح سے بھی پاک ہو جاتے ہیں۔'' (فتاوی رضویہ، جلد3، صفحہ267، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے:''جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ذبح شرعی سے اون کا گوشت اور چربی اور چمڑا پاک ہو جاتا ہے، مگر خنزیر کہ اس کا ہر جز نجس ہے اور آدمی اگرچہ طاہر ہے، اس کا استعمال ناجائز ہے۔ (درمختار) ان جانوروں کی چربی وغیرہ کو اگر کھانے کے سوا خارجی طور پر استعمال کرنا چاہیں، تو ذبح کر لیں کہ اس صورت میں اوس کے استعمال سے بدن یا کپڑا نجس نہیں ہو گا اور نجاست کے استعمال کی قباحت سے بھی بچنا ہو گا۔'' (بہار شریعت، جلد3، صفحہ327، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے:''اس کو بھی اگر چھوڑیں اور ہم فرض کر لیں کہ معاذ اللہ! ذبح کرنے والے نے غیر اللہ کی عبادت کی نیت سے جانور کو کاٹا اور وہ مرتد ہو گیا، تب بھی جانور حرام ہو گا، مگر اس کا چمڑا نجس نہ ہو گا، امام قاضی خان کے نزدیک راجح بات یہی ہے کہ ذبح مطلقاً چمڑے کو پاک کر دیتا ہے، خواہ ذبح کرنے والا مرتد یا مجوسی ہو۔ بحر الرائق میں ہے کہ مجتبیٰ کی طرف منسوب کرتے ہوئے ہم نے معراج الدرایہ سے پہلے نقل کیا ہے کہ مجوسی یا قصداً بسم اللہ نہ پڑھنے والے کا ذبیحہ بھی پاک ہے، اگرچہ وہ کھانے کے لیے حرام ہے، یہی صحیح ہے نیز صاحبِ معراج نے بھی اس مسئلہ کو قنیہ سے نقل کیا اور کہا کہ پاک ہے۔ اس کے اصح ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ صاحبِ نہایہ نے اس شرط کو قیل کے ساتھ ذکر کیا اور اس کو قاضی خان کی طرف منسوب کیا ہے۔'' (فتاوی رضویہ جلد3، صفحہ257، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ : ''بھنگ اور افیون کا گورنمنٹ سے ٹھیکہ لے کر دکان

کرے، تو بھنگ لینا اور دکانداری کرنا، جائز ہے یا ناجائز؟ تو اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: "بھنگ اور افیون بقدر نشہ کھانا پینا حرام ہے۔ اور خارجی استعمال نیز کسی دوا میں قدر قلیل جزو ہو کہ روز کے قدر شربت میں قابل تفتیر نہ ہو، اندرونی بھی جائز، تو وہ معصیت کے لیے متعین نہیں، تو ان کی بیع حرام نہیں، مگر اس کے ہاتھ کہ معصیت کے لیے اسے خریدے، لیکن اکثر وہی ہیں، تو ان کی تجارت میں احتیاط سخت دشوار اور اسلم احتراز۔"

(فتاوی رضویہ، جلد19، صفحہ537، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوی رضویہ میں ہے "افیون نشہ کی حد تک کھانا حرام ہے اور اسے بیرونی علاج مثلاً ضماد و طلاء میں استعمال کرنا یا خوردنی معجونوں میں اتنا قلیل حصہ داخل کرنا کہ روز کی قدر شربت نشے کی حد تک نہ پہنچے تو جائز ہے اور جب وہ معصیت کے لیے متعین نہیں، تو اس کے بیچنے میں حرج نہیں مگر اس کے ہاتھ جس کی نسبت معلوم ہو کہ نشہ کی غرض سے کھانے یا پینے کو لیتا ہے "لان المعصیۃ تقوم بعینھا فکان کبیع السلاح من اھل الفتنۃ" اس لیے کہ گناہ عین شے کے ساتھ قائم ہوتا ہے، پھر اس کی مثال اس طرح ہوگی جیسے "اہل فتنہ" کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا اور جب اس کی تجارت مطلقاً حرام نہ ہوئی، بلکہ جائز صورتوں پر بھی مشتمل ہوئی، تو زیادہ مقدار تاجروں کے ہاتھ بیچنا اور ہلکا ہو گیا کہ یہاں تعین معصیت اصلاً نہیں اور ان کا نشہ داروں کے ہاتھ بیچنا ان کا فعل ہے۔ "وتخلل فعل فاعل مختار یقطع النسبۃ کما فی الھدایۃ وغیرھا" کسی فاعل مختار کے کام کا درمیان میں گھسنا نسبت کو منقطع کر دیتا ہے، جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہے۔ یہ صورتیں اس کے جواز کی نکلتی ہیں اور اہل تقویٰ کو اس سے احتراز زیادہ مناسب۔"

(فتاوی رضویہ، جلد23، صفحہ574، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوی رضویہ میں ہے: "اجزائے اضحیہ سے صرف تمول ممنوع ہے کہ اس کے دام کرکے اپنے کام میں لائے جائیں۔ من باع جلد اضحیۃ فلا اضحیۃ لہ۔ جس نے اپنی قربانی کی کھال فروخت کی اس کی قربانی نہ ہوئی۔"

(فتاوی رضویہ، جلد20، صفحہ480، رضافاؤنڈیشن، لاھور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

مفتی ابو الحسن محمد ھاشم خان عطاری

10 جمادی الاولیٰ 1442ھ/26 دسمبر 2020ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ /www.daruliftaahlesunnat.net کے ذریعے کی جاسکتی ہے